تحفة المرغوب

فی

زیارة المحبوب

حضرت شاہ اولیاء منبع الجود والسخاء رضی اللہ عنہ

مولفہ

حضرت العلامۃ مولانا محمد مرید محی الدین

الحنفی القادری پشاوری ثم نوشہروی

مترجم

مولانا میاں ظاہر شاہ قادری مدین سوات

باہتمام صاحبزادہ میاں ضیاء محی الدین نوشہروی

ادارہ تحقیقات اسلامیہ پشاور خیبر پختون خواہ

بسم اللہ الر حمان الر حیم الحمد للہ رب العا لمین و العا قبۃ للمتقین و الصلوہ و السلام علی سید المر سلین و خا تم النبیین شفیع المذ نبین سید نا و مو لا نا محمد و علی آلہ و اصحا بہ اجمعین ۔حمد وثناء کے بعد کہتا ہے خاکسار زرہ بے مقدار امید وار رحمت رب العالمین مسکین محمد مرید محی الدین حنفی قادری نقشبندی غفوری نوشہروی پشاوری عفی اللہ عنہ بات یہ ہے کہ خواہش کے مطابق چند لوگ جو میرے محبّ اور مشفق تھے اللہ تعالی ان کی عزت مزید بڑھائے انھوں نے مجھ سے یہ پوچھا کہ قبر شریف یعنی مرقد حنیف جناب حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ کہاں ہیں تو میں نے ان کو بیان کیا کہ وہ ترکستان ملک شرقی جانب کی طرف میں ہے اور یہ بلخ سے دو فرسخ بعید واقع ہے کہ وہاں قبر شریف اور مرقد حنیف جناب فیض سحاب حضرت علی کرم اللہ وجھہ جو امام الاولیاء شیر خدا مظہر العجائب اور معدن الغرائب امیر المومنین اور امام الاشجعین سیدنا علی مرتضی جو حضرت ابو طالب کا صاحب زادہ ہے اور اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجھہ کا مزار فایض الا نوار کہا جاتا ہے۔اور ان کا قبر مبارک خواجہ خیران گاؤں میں ہے۔جواب اس کو مزار شریف کہا جاتا ہے۔یہ بڑا شہر ہے اس میں زیادہ مساجد اور مدارس اور حمام اور بازار ہیں اور یہ زیادہ بارونق جانفزاء شہر ہے اور اس کو روضہ جناب شیر خدا کہا جاتا ہے ۔اس کا بڑا گنبد ہے ایک گنبد قبر یعنی مرقد کا ہے اور دوسرا گنبد مسجد کا ہے۔تقریبا ایک ہزار لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں ۔اور جمعہ اور عیدین کی نماز بھی ان میں ادا کرتے ہیں۔روضہ کے چاروں اطراف دیواریں بنائے گئے ہیں اور اس کے چہار بڑے دروازے ہیں۔جس میں کشیدہ کاری ہوا ہے۔اور دونوں جانب شمال میں چہار باغ اور حوض اور چودہ چنار کے بڑے درخت ہیں اور اس روضہ مبارکہ کی آبادی سلطان حسین میرزا بائقراء انار اللہ برہانہ کے عہد حکومت میں ہوئی اور آبادی میں چودہ سال لگ گئے اور یہ موجودہ روضہ تعمیر ہوا۔کتاب تذکرہ مومن خانی اور کتاب سفینۃ الاولیاء میں درج کیا گیا ہے کہ اس وقت خوارق کا ظہور زیادہ ہوا اور اب

بھی ہیں اور یہ مسکین دارالسلطنت کابل اور بلخ و بخاری شریف چہار بار گیا ہے۔ پہلی بار سنہ ہجری ۱۲۷۰ھ میں تجارت کی غرض سے گیا تھا اور اس وقت میں دس سال کا تھا۔ پھر دوبارہ ۱۲۷۱ھ میں واپس آیا ۔اور دوبارہ ۱۲۷۲ھ میں بخارا شریف گیا اور اس وقت میں زیارت سے مشرف ہوا اور دو سال بخارا شریف میں مقیم رہا اور تحصیل علم کرتا رہا اور تجارت بھی کرتا تھا۔ پھر تیسری بار ۱۲۷۷ھ یعنی بارہ سو ستتر میں وہاں گیا اور تین سال تک میں بخارا شریف میں مقیم رہا اور تحصیل علم کرتا رہا۔ اور ۱۲۷۹ھ میں بخارا شریف سے واپس آیا پھر پشاور اور سوات پھر کلکتہ اور بمبئی میں رہ چکا ہوں اور ۱۲۸۷ھ تا شقورغان شہر روانہ ہوا جو بلخ کے مضافات میں ہے۔ اور پانچ سال تک میں تا شقورغان میں مقیم رہا۔ اور ہر سال میں چہار و پانچ بار مزار شریف جاتا تھا اور ہر بہار میں جس میں سرخ پھول اگتے ہیں تو اس وقت حضرت امیر المومنین کا عرس ہوتا ہے ۔ اور یہ عرس چالیس دن رہتا ہے۔ اور اس کو میلہ سرخ بھی کہا جاتا ہے ۔اور اس میلہ سرخ میں دور اور نزدیک سے بہت سے لوگ فائض الانوار کے زیارت کے لئے آتے ہیں۔ اور جو اندھے ہوتے ہیں تو وہ بھی شفا حاصل کرتے ہیں۔ اور وہ آنکھوں والے بن جاتے ہیں پہلے حاکم میرزا کی آنکھوں کی بینائی آئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو جاتا ہے وہ اپنے پاؤں میں ہتکڑیاں باندھتے ہیں اور چھ روز سے ایک ہفتہ تک وہ تالے بغیر چابی کے کھل جاتے ہیں اور یہ دونوں امر واقع ہوئے ہیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا ہے سلطان دارالشکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں اس کو تحریر کیا ہے۔ جو مطبوعہ نولکشور ص ۲۲ میں درج ہے ۔اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو وصیت کیا تھا کہ جب میں اس دنیا سے سے چلا جاؤں تو مجھے ایک تخت پر ڈال کر باہر کر دو اور قریش کہ فی الحال نجف کے نام شہرت رکھتے ہیں وہاں لے جاؤ تمھیں سفید پتھر نظر آئے گا اور اس پتھر سے نور ظاہر ہوگا وہاں کھودو اور مجھے وہاں دفن کر دو۔ حضرت مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ

اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ کا قبر بلخ میں ہے۔اور موضع آستانہ میں امیر صاحب کا قبر مشہور ہے۔اور اس سلسلہ میں بہت سی حجتیں پیش کئے ہیں اللہ تعالی خوب جانتا ہے اس مسئلہ کو اور جناب قدوہ لاشک وریب حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ تورڈھیری پشاوری نے کتاب مرآۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے۔کہ قبر حضرت المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجھہ نجف میں مشہور ہے اور مولانا عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ نے درج کیا ہے کہ آپ کا قبر بلخ میں ہے اور آستانہ امیر کے موضع میں مشہور ہے اور اس سلسلہ میں کئی دلائل پیش کئے ہیں ۔فقط انتھی اور تاریخ بلخ تذکرہ مومن خانی میں درج ہیں کہ بلخ کے خواجہ خیر گاؤں میں ہے۔اور یہ شرح بسط تام سے کیا گیا۔جان لو کہ ذکر مزار فائض الانوار حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجھہ کے متعلق کیا جاہے۔کہ جب حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمان بن ملجم خارجی علیہ مایستحق نے شہید کیا تو حضرت امیر المومنین کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ منورہ کو لے آیا تا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے قریب دفن کیا جائے تو راستہ کے درمیان میں وہ اونٹ غائب ہوا اور کوئی نہ جانا کہ وہ کہان گیا ہے۔اور کسی نے اس کو نہیں پایا اس سبب سے عراق والے کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین بادل میں چھپ گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اونٹ طئی قبیلہ کی طرف گیا ہے اور وہاں حضرت امیر المومنین دفن ہوا۔اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ملک شام میں وہ اونٹ گیا ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ عدن شہر گیا ہے یا جبلتین کے درمیان گیا ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ بحرین یا خرسان میں مشہد طوس یا مردبا کوہ نور یا بلخ یا سوادامل یا کرخ بغداد گیا ہے۔اللہ تعالی اس کو خوب جانتا ہے۔حضرت جناب کی عمر شہادت کے وقت تریسٹھ سا کی تھی۔اور بعض نے کہا ہے کہ چونسٹھ سال تھی۔اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کی عمر پنجسٹھ سال تھی اور بعض نے ستاون سال بتایا ہے۔اور یہ بھی کہا ہے کہ آنجناب کا قبر اس جہت سے ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ خوارج بے دین آپ کے جسد مبارک قبر سے نکالے اور اس کو ضرر پہنچائے ۔ اور حضرت

شریک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار کو مدینہ منورہ لے آیا اور چھپکے سے عفیفہ ماں کے قرب میں دفن کیا۔ اور علماء مدینہ نے اس قول کو پسند کیا ہے اب واضح قول یہ ہے جو کتاب صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجھہ کو چری سے مارا گیا وہ جمعہ مبارک کی رات تھی تو جمعی کی رات اور جمعہ کا دن اور ہفتہ کے دن تک زندہ تھا تو اتوار کی رات یا دن کو دنیا سے رحلت فرما گئے تو حضرت عالی درجات امام حسن اور امام حسین اور عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم نے غسل کا قیام فرمائے اور حضرت امام محمد حنفیہ نے پانی ڈالا اور کپڑوں میں قمیص نہ تھا کفن کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خود امامت کی اور سات تکبیرات کہے اور پھر رات کو دارالامارت کوفہ یا اس کا قبر نجف اشرف میں ہے یا اس کے مکان اور جامع مسجد کوفہ کے در میان مختلف اقوال کے مطابق دفن کیا اور اکثر علماء تواریخ کی یہ رائے ہیں کہ وہ نجف میں اس کا قبر ہے۔ مگر رسائل تاریخ میں بلخ لکھا ہے ۔ اگر چہ آپ کا قبر جہاں بھی ہے۔ تو فتنہ خوارج بنی امیہ کی وجہ سے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم مروزی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا انھوں نے بلخ میں لے آیا۔ اور خیران گاؤں میں آپ کا جسد مبارک کو چھپکے سے دفن فرمایا اور ابھی تک وہ چھپا ہوا تھا سلطان سنجر کے زمانہ تک تو جب مرد بادشاہ بن گیا اور بلخ محمد بن قماج کو دیا گیا پانچ سو تیس ہجری میں چہار سو نفر علماء سادات اور اکابر بلخ تمام نے ایک رات میں خواب دیکھا کہ حضرت شاہ ولایت رضی اللہ عنہ اپنی جگہ جو فی الحال موجود ہے مزار فیض الآثار ہیں تو ان کو فرمایا کہ میں کئی سالوں سے ادھر ہوں ں جہاں میں اسودہ ہوں اور کوئی بھی اس بات کو نہیں جانتا تھا تو اب وہ والیان مملکت تمھارے اظہار سے اس کو ظاہر کر دے تا کہ تمام مخلوق اس کی زیارت کرئے اور اس سے بہرور ہو جائے جب یہ بزرگوار لوگ خواب سے بیدار ہوئے تو تمام دربار امیر احمد بن قماج حاکم بلخ کے پاس گئے اور وہ خواب امیر کے سامنے بیان کیا اس مجلس میں علمائے نامدار میں سے اور فقہاء عالی تبار میں امام عبداللہ

کے نام کے عزیزی اس مجلس میں حاضر تھا تو اس نے کہا کہ اس طرح خواب کے لئے کوئی اعتبار نہیں البتہ حضرت شاہ ولایت یہاں نہیں ہوسکتا۔ صحیح اقوال میں یہ ہیں کہ وہ مدینہ میں ہیں یا عراق عرب میں یا کوفہ میں یا سواد آمل میں یا کرخ میں یا بغداد یا نجف میں یا شہر عدن میں ہوسکتا ہے۔ یہ کیا ضروری تھا کہ ان کا جسد مبارک اس دور دراز علاقہ میں قرار پایا البتہ ایسا ہوسکتا ہے جب اس بات کو ان بزرگوں نے سنے تو ہر ایک پریشان ہوا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس فقیہ بلخ نے خواب میں دیکھا کہ بڑے گروہ سادات کرام نے اس کو باندھ لیا ہے اور تمام مرد اور عورتیں اس قبر کی طرف جاتے ہیں۔ خواب میں حضرت امیر المومنین اس سے ملا اور فرمایا کہ اے احمق اور بے عقل جاہل جب کہ اللہ تعالی اس کا اظہار چاہتا ہے اور تم چاہتے ہو صرف خالی اقوال کا سہارا لے کر اس کو تم چھپانا چاہتے ہو۔ اور لوگوں نے اسے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور رونے لگا اور ناامید ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور اسی ادھی رات میں حاکم بلخ کی طرف گیا اور جو اس پر گزرا تھا تقریر کر ڈالا تو اس وقت تمام چھوٹے اور بڑے بلخ کے رہنے والے خیران گاؤں جو بلخ کے مشرق میں واقع تھا اور شرعی دو فرسخ کا فاصلہ تھا چلے گئے اور اسی جگہ کو کھود ڈالا ایک صندوق برآمد ہوا۔ اس صندوق کو کھول دیا گیا تو وہ اس صندوق میں اس طرح پڑھا تھا جس طرح وہ سویا ہوا ہے پرانے والا اثر اس میں ظاہر نہ تھا اور اس جسم میں کوئی خرابی اس میں نمودار نہ تھی اور ایک شخص سیاہ رنگ جو گندم گوں مائل تھا قوی جسم کشادہ ابرو اور بڑی آنکھیں اور فراخ اور کالے ابرو اور دودھ کی طرح نازک اندام والے تھے۔ اور پیٹ بڑا تھا اور کشادہ سینہ اور فربہ بدن اور درست بال اور نمکین رنگ اور شرین لب اور ساخت بالکل خوش تھا کہ خون کا اثر اس کے بدن پر ظاہر تھا۔ اور ابن ملجم کے زخم سے خون جاری تھا اور ایک تختہ پر لکھا ہوا تھا کہ **هذا قبر امير المو منين علی و لی الله اخ ر سول الله** ﷺ اور دوسرے مصحف میں ہے۔ کہ اور نشانیاں بھی ظاہر ہوئی تھی جب خاص و عام نے یہ کرامت اور علامت اس جگہ فرجام ن مشاہدہ کیا تو خوشی اور شادکامہ کا نقارہ آسمان تک

پہنچا تو رات اور دن گروہ گروہ اور فوج فوج نذریں اور ہدئے بے شمار نقود اور اجناس گھوڑے اور بیل اونٹ اور بھیڑ بکرے اس جگہ کو لے آتے تھے اور زیارت کے آداب بجا کر زیارت کرتے تھے تو اس وقت زیارت کو آنے والے دو لاکھ آدمی اس صحرا کے فضاء میں وسیع الحال رفیع الاقبال اور اللہ اللہ کہنے والے جولان کرتے اور آثار کرامت کو ملاحظہ کرتے اور ہزار خوارق ظاہر ہوتے تو اس وقت دو ماہ یا کم وبیش میں پندرہ سو لوگ جو اندھے، گونگے اور لنگڑے اور شل اور برص والے تھے بیماریوں سے شفا مل گیا اور مخلوق عالم ان امور عجیبہ اور غریبہ کو اپنی آنکھوں سے ظاہر اور پوشیدہ کو ملاحظہ کرتے تھے۔ اور اس خبر کو پھیلایا گیا تو زیادہ شہرت پایا تو حضرت بادشا اعظم سلطان سنجر انار اللہ برہانہ زیارت کے لئے مرد شاہ جہان سے اس جگہ تشریف لائے تھے اور زیارت کے مراسم کو بجالایا اور چاہتا تھا کہ ایک عالی شان عمارت اس پر بنائے اس اثناء میں اس کا رحلت کا وقت پہنچا اور ہفتہ کے دن ماہ ربیع الاول کے پچیس تاریخ اور سنہ ہجری پانچ سو باون ۵۵۲ھ کو وفات پا گیا اور مرد شاہ جہان میں دفن کیا گیا تو سلاطین پر برے دن شروع ہوئے اس تھوڑے مدت میں چنگیز خان نکل آیا اور عالم کو خراب کیا اور برباد بھی کیا اور وہ مقبرہ مطہرہ کو اس کی آبادی کے خام اینٹ تھے تو تھوڑے وقت میں شدت کی وجہ سے اور کثرت کی وجہ سے بھی اور زیادی برف باری اور بارش کی وجہ سے وہ مقبرہ خراب ہوا اور دوسری بات یہ ہے کہ لوگ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے تل علی کہتے تھے پشتو میں سلے کہا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اس زمانے میں اس کی خبر رکھتے تھے وہ اپنی گفتار میں خواجہ خیران کہتے تھے اور اس وجہ سے کہ ساڑھے تین سو سال کا عرصہ گزر گیا تو عمارت تمام منہدم ہوا خاقان منصور کے زمانہ میں یعنی بادشاہ دین پناہ سلطان حسین بائقرائی گرگانی ولد منصور میرزا ابن بائقرا امیرا ابن امیر تیمور گرگانی انار اللہ برہانہ سنہ ہجری ۸۸۶ھ میں اس تل یعنی سلے کو خیران گاؤں کو اسودہ بنایا۔ امیرزادہ کو حکم دیا گیا اس تل کو کھودو جب اس کو کھودا تو تمام نشانیاں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں ظاہر ہوئی اور منکر لوگ زبان حال اور زبان قال

سے کہنے لگے۔ بیت

اکنون دارم من درخواب ماندہ ولی درآتش اندرتاب ماندہ

ترجمہ: اب میں خواب سے بھی ماندہ ہو چکا ہوں اس لئے کہ آگ کی وجہ سے طاقت سے ماندہ ہو چکا ہوں۔

بلے این خواب گاہ بادشاہ است کہ بیداران عالم راپناہ است

ترجمہ ہاں یہ بادشاہ کا خواب گاہ ہے کہ بیدار لوگوں کے لئے پناہ ہے۔

مرا راہی نہ ماند اکنون بجز راست غبار کج گلی ازمیان خواست

مجھے راہ والا نہ رہا اب سوا سچائی کے اور کج گلیوں کا غبار درمیان سے چاہا تھا۔

ہر آن جاہل قبول او نہ کرد کہ او تصدیق برقرآن نہ کرد

ترجمہ: ہر جاہل نے اس کو قبول نہ کیا اس لئے کہ اس نے قرآن کی تصدیق نہ کی۔

اس کے بعد علامت اور کلی آثار ظاہر ہوئی اور یہ خبر بلخ کے لوگوں نے سلطان حسین میرزا کو ہرات میں پہنچایا تو بادشاہ نے اس بات کی اعتبار نہ کی اور امیر علی شیر کو تحقیق کے لئے بھیجدیا تو امیر علیشیر اس رفیع البنیان کی حقیقت سے واقف ہوا اور اس امیر صاحب نے کمال درجہ سے مشاہدہ کیا اور ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

غزل

بزمی درکام درد آشام بلخ آمد پدید این ہمہ آغاز از انجام بلخ آمد پدید

ترجمہ مجلس میں تھوڑا سا درد بلخ میں آیا اور ظاہر ہوا اور یہ تمام آغاز اور انجام بلخ میں پیدا ہوا۔

ہیچ کس عنقائی مغرب را شکار خود نہ کرد شاد باش ای دل کہ اندر دام بلخ آمد پدید

کسی نے مغربی عنقاء پرندے کو خود شکار نہ کیا تو ای دل تم خوش رہو کہ بلخ کے دام میں وہ ظاہر ہوا۔

گوہری غائب شد اندر قعر یائی نجف　　ایں زمان از قبۃ الاسلام بلخ آمد پدید

موتی غائب ہوئی نجف کے دریا کے تہ میں اور اس وقت قبۃ الاسلام بلخ میں آکر ظاہر ہوا۔

شامیانرا بعد ازین قدر علی بیدار شد　　کہ این فروزان شمع اندر شام بلخ آمد پدید

شام کے رہنے والوں کے لئے اس کے بعد قدر پیدا ہوا کہ شمع فروزان شام کا بلخ آکر ظاہر ہوا۔

ثانی خلد برین مزار شاہ دین　　در مقام لازم الاکرام بلخ آمد پدید

دوسرا یہ کہ ہمیشہ جنت دین کے بادشاہ کا مزار اس مقام کو لازم جانا اور بلخ میں آکر ظاہر ہوا۔

عین آب زندگی از کوفہ جستند خلق　　ای سکندر آ کہ اندر جام بلخ آمد پدید

لوگوں نے کوفہ میں اس چشمہ کو تلاش کیا تو ای سکندر تو بھی آ کہ بلخ میں یہ جام ظاہر ہوا ہے۔

رونوائی بزم عرفان از مزار شاہ جو　　سکہ شہنشاہی بزم بلخ آمد پدید

بزم عرفان کے رونوائی کے لئے بادشاہ کے مزار سے ندا آئی کہ شہنشاہی کا سکہ بلخ کے نام آیا اور ظاہر ہوا۔

اور بالجملہ ان واقعات اور اخبار کا اس وقت انتشار اور اشتہار ہوا۔ اور لوگوں میں یہ حکایات مشہور ہوئی تو لوگوں میں سے عوام اور خواص نے حسن عقیدت اور اخلاق حمیدہ سے گروہ در گروہ اور فوج در فوج نقود اور اجناس اور سامان اور لباس اور موٹے کپڑے بے شمار قبلہ کی جانب بادشاہی کے سامنے ڈال دئے اور دعا کے لئے اس نے ہاتھوں کو اٹھایا اور اس وقت زیارت کے لئے دو لاکھ آدمی اس وسیع الحال اور رفیع الاقبال صحرا میں اپنے حضوریت کا نمونہ پیش کیا اور برابر مشاہدہ سے کرامات کے آثار ملاحظہ کئے اور انوار اور خرق عادت کو دیکھا۔ کرامات اولیا برحق ہیں قرآن اور احادیث سے ثابت ہیں اور دو ماہ مدت تک یا کم وبیش سے تو فقیر اور خدمت گار شاہ اور سپاہ اور رعایا خیر خواہ تقریبا پندرہ سو نفر پر مشتمل گونگے اور ب اندھے، بہرے سماعت اور بینا ہو گئے اسی طرح ایک طائفہ لنگڑے بھی صحیح ہو

گئے۔اور وہ کامل الصفات ہو گئے چنانچہ پندرہ سولوگ شفایاب ہو گئے اور صحت مند ہو گئے اور باقی بیمار بھی تھوڑے مدت میں صحت یاب ہو گئے۔اور آپنی آنکھوں سے ان کرامات کا مشاہدہ کیا اور ہر وقت اس کا مظاہرہ ہوتا تھا۔

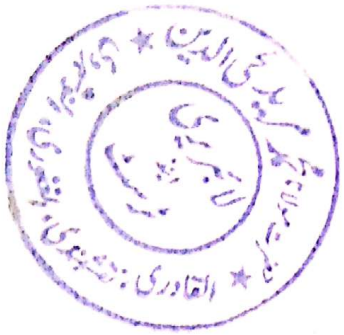

بیت

اے مرقد شریف ترا حرمت حرم　　کوی تو قبلہ عرب وکعبہ عجم

اے علی کرم اللہ وجھہ کے مرقد شریف تم عرب کا بھی قبلہ ہو اور عجم کا بھی کعبہ ہو۔

از بہر روشنائی تو مہر و ماہ وشمع　　وز بہر شدہ بوسی تو پست چرخ خم

روشنی کے لئے آپ سورج اور چاند اور شمع ہو اور آپ کے مرقد کے بوسی کے لئے آسمان بھی خم شدہ ہے

از مہر آں مزار مقدس ہمی سزد　　گردد چراغ سبز فتیلہ سفید دم

اور اس مزار مقدس کے لئے چراغ سبز اور فتیلہ سفید بن گیا ہے۔

زروی صدق خویش دران منزل شریف　　از علت صمم بر ہد زمرہ اصم

اس منزل شریف کی وجہ سے اپنی صداقت سے گونگ ہونے کی وجہ سے گونگیوں کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔

چندین ہزار کور نہ باشد بدر گہت　　فیض کرامت تو نہ شد ہیچ وقت کم

اس درگاہ پر کئی ہزار لوگ اندھے نہ رہے اور آپ کی کرامت کا فیض کسی وقت کم نہ ہوا۔

ہر کس کہ گفت نیست علی مرتضی بلخ　　ماند از کمال جہل در اد بار از نعم

جس نے جب یہ کہا کہ علی مرتضی بلخ میں نہیں ہے تو وہ جہالت سے نعمتوں سے محروم رہا۔

در خوان روح پرور در تو مندرج شفا　　در فرش عرش گستر تو منہزم الم

روح پرور دستر خوان پر تم نے شفا پایا فرش سے عرش تک پھیل گیا اور درد و تکلیف ختم ہوا۔

CamScanner

گیتی بر آستانہ توی بردپناہ　　کردون بخاک درگاہ تو می خورد قسم

آپ کے آستانہ پر دنیا پناہ لیتے ہیں اور تمہارے درگاہ کے خاک کے خالق پر قسم کھاتا ہوں۔

روضہ گشت از طہور روضہ رضوان مآب تو　　تو خاک زمین بلخ بہ باز گلشن ارم

رضوان مآب سے روضہ مبارک پاک ہوا اور بلخ کے خاک کی زمین جنت کے باغوں سے بہتر ہے۔

لطف وعنایت تو بہر جا کہ جا گرفت　　بر دامن دلش نشیند غبار غم

آپ کی لطف وعنایت نے ہر جگہ گھیر لیا ہے اور دلوں کے دامن میں غم کا غبار نہ رہا۔

صالح بر آستانہ قومی بردپناہ　　فرما کہ منشی ات زندش ز اولیاء رقم

اے صالح یعنی شاعر آپ کے آستانہ سے قوم پناہ لیتی ہے اور یہ کہو کہ زندہ اولیاء کے لئے یہ لکھا جاتا ہے۔

اس وقت سلطان حسین میرزا نے امیر کبیر علی شیر کا خط مطالعہ کیا اور اپنے شہزادگانوں کے ساتھ اور ہزار لشکر جرار موسم سرطان یعنی موسم گرما میں جو بڑے چہلہ کا موسم تھا نہایت سخت گرمی ہوئی اور دریا میں مچھلی بے حساب تھے تو وہ قبۃ الاسلام و دار السلام بلخ کی نطرف روانہ ہوئے۔ جب قافلے دولت و بخت زیادہ سے اس قبلہ واقبال اور امیدوں کا قبلہ کو پہنچے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مجھے تخت سے پیدل جانا ہوگا۔ اور ایک دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ کر جارہے تھے اور بیک زبان ترجمان سے ایک دوسرے کو کہنے لگے۔

قطعہ

(۱) بدرگاہ علی مرتضی رو　　کز آنجا فیض بے حدمی توان یافت

(۲) مراد ہر دو عالم می خواہی　　از ان پاکیزہ مرقدمی توان یافت

(۳) رضائے حضرت باری تعالی　　ز ابن عم احمدمی توان یافت

رباعی

درزیر نقارہ خانہ حضرت شاہ

شیران جہان آمدہ از روباہ

سہ چہلہ نشست نقشبند از سر صدق

سگ رخصت یافت او ادب داشت نگاہ

ترجمہ اشعار: (۱) نقارہ کے نیچے حضرت شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کمرہ ہے اور جہان کے شیر کم آئے اور لومڑی کی طرح لوگ زیادہ آتے ہیں (۲) حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تین چہلہ یہاں بیٹھے صدق دل سے اس نے رخصت پالیا اور آپ نے ادب کا خیال ملحوظ رکھا۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

(۱) گویند کہ مرتضی شاہ نجف است

در بلخ خورشید بذات اشرف است

(۲) جامی نہ عدن گوئی نہ بین الجبلتین

خورشید یکی است نور در ہر طرف است

(۱) کہا جاتا ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نجف کا شاہ ہے لیکن بلخ میں بذات خود سورج کی طرح اشرف ہے۔

(۲) جامی کہتا ہے کہ اس کا قبر نہ عدن میں ہے اور نہ بین الجبلتین میں ہے۔ سورج ایک ہے اور نور اس کا ہر طرف ہے۔ پانی کے سونالے دریا بلخ سے الگ ہوئے اور وہ نہر شاہی سے موسوم ہوا اور ہمیشہ کے لئے وقف ہے۔ سوا شخاص سادات اور سوا شخاص غلاموں کو آزاد کیا اور اس کی خدمت کے لئے پیش ہوئے اور متولیت کے امور جو صحابت سے واقف تھے سید تاج الدین اندخوی علیہ الر

حمت ہیں جو سید امیر برکہ کی اولاد سے ہے ان کو بنایا اور اس کے بعد اس کا متولی خواجہ میرزا ابوالحسن انصاری جو حضرت عبداللہ انصاری کی اولاد سے ہے اور وہ حضرت شیخ شمس الدین مسکین علیہ الرحمت کا صاحبزادہ تھا اس کو متولی بنایا واللہ تعالی اعلم۔

غزل

(۱) کنجی ز خاک بلخ سپہر آشکار کرد — آنرا وسیلہ شرف روزگار کرد

(۲) آن گنج مرقد اسداللہ غالب است — زئر و جہان بہ بندگیش افتخار کرد

(۳) آن شاہ دین پناہ معمار عدل او — قصر ہدی چوں طارم چرخ استوار کرد

(۴) چوں سینہ شتر شد و پیشانی سپہر — از سجدہ ہا کہ بر حرم ایں مزار کرد

(۵) دائم ھذا فی وصف علی مرتضی کند — از عشقبازی کہ بدل صد ہزار کرد

ترجمہ اشعار: (۱) چابی بلخ کے خاک سے وہ ڈال ظاہر کیا اور زمانہ کے لئے شرف وسیلہ بنایا۔

(۲) وہ خزانہ اللہ تعالی کے شیر غالب کا مرقد شریف ہے جہاں کے زئرین اس پر فخر کرتے ہیں۔

(۳) وہ دین پناہ کا بادشاہ ہے اور عدل کا معمار ہے۔ اور ہدایت کا محل ہے جب میں اڑتا ہوں تو آسمان سے برابر ہوتا ہوں۔

(۴) جب اس مرقد کا سینہ اونٹ اور پیشانی پر ڈال ہوا اور حرم میں سجدہ کرنا اس مزار میں ہے۔

(۵) ہمیشہ وہ کہتا ہے کہ یہ وصف علی مرتضی کا ہے اور دل سے صد ہزار عشق بازی کرتا ہے۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ نجف کوفہ سے وہاں بلخ لے گیا اس لئے کہ بنی امیہ کا فتنے کا وقت تھا تو حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو مسلم مروزی کو حکم دیا کہ چھپکے بلخ کو لے جاؤ اور خیران خواجہ نامی گاؤں میں دفن کرو۔ جواب مزار شریف کا شہر مشہور ہے۔

اور اب ہجرت کا ۱۰۰۳ھ ہے اور وہ آستانہ عالی اور عتبہ متعالی قبلہ مقبلان اور کعبہ صاحب دلان وسا

لکان طلب کا راستہ ہے۔ اور نور کا راستہ ہے اور ہر طرف کے لوگ اس عالی شان منکان اور عرش کا مطاف ہے۔ اور بادشاہوں عالی جاہ اور سلاطین عالم پناہ تراب جناب عتبہ علیہ العزت ولایت پناہ کو اپنے ہونٹوں سے اور ادب کے ساتھ بوسہ دیتے ہیں۔ اور جب اس کا حلقہ نے ارادت سے بغیر تکاوٹ اور شغف کے طلب کے دروازہ بر سرنگون ہوئے تو اس آستانہ کے عازم اور متولی بن گئے تو خواص اور عوام اپنے مطالب اور مقاصد صوری اور معنوی اور دینوی اور اخروی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان کو وہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور بیماروں کے گروہ در گروہ اور دوسری قسم کے حاجتمند جیسے شل اور اندھے اور گنگ اور برص والے اور جزام اور خفقان کے مریض اخلاص سے اس شفاخانہ کے حکیم کریم سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کی اجازت سے جو رب الرحیم ہے۔ اور سلطان العظیم اس در پر خود حاضر ہوتا ہے۔ اور اپنی بیماری سے شفا حاصل کرتا ہے۔ یہ کسی پر پوشیدہ نہیں جس کو ادنی سا عقل ہو تو اس کے عنایت سے پورا پورا مالا مال ہوتا ہے۔

بیت

(۱) ذوق ترا بہ سینہ اصفا نہادہ داند — شوق ترا بقلب مجلّا نہادہ داند

(۲) مستغرق محیط کرم مرتضی علی — قدر ترا بعالم بالا نہادہ داند

(۳) داری در آستین کرامت ز بہر — خود خاصیتی کہ دید بیضا نہادہ اند

(۴) ہنگام طوف خاک در سایہ افگند — سجادہ بر رواق معلا نہادہ اند

(۵) گر عاجز است مدعی از فہم آں عجیب — کی روشنی بدیدہ اعمی نہادہ اند

(۶) ذات ترا دعاوی نوائی بود قرین — در وی ہزار مصلحت ہا نہادہ اند

ترجمہ اشعار: (۱) تیرے لئے اس کا ذوق صفا سینہ میں رہ گیا ہے۔ اور تیرے لئے دل میں اس کا شوق چمکتے ہوئے دل میں رکھا گیا ہے۔

(۲) حضرت امام مرتضی علی کرم اللہ وجھہ کا کرم تمام احاطہ میں مستغرق ہے اور تمہارا مرتبہ اوپر والے عالم میں رکھا گیا ہے۔

(۳) آستین میں کرامت اپنے لئے رکھا ہے اور ید بیضا کی طرح اپنے اس ہاتھ میں وہ خاصیت رکھتا ہے۔

(۴) اپنے لئے سایہ کے لئے اس خاج پاک کا چکر لگایا جاتا ہے۔

(۵) اگر مدعی اس سمجھ سے عاجز ہے تو وہ کس طرح روشنی دیکھے گا جو اندھا ہو۔

(۶) تمہاری ذات میں وہ تمام دعوے رکھے گئے ہیں اور اس میں ہزار مصلحت پوشیدہ رکھا گیا ہے یعنی شیر علی نوائی کے لئے۔

اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخی نظم اس میں بنایا ہے۔ اور تیمنا اور تبرک کی وجہ سے اس رسالہ میں نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دیکھنے والوں کے لئے روشن راستہ ہے۔

ابیات

(۱) چوشد قندیل زر گردان بر اوج قلعہ مینا — شعاع شمع کافوری ماہ گردید پیدا

(۲) سپاہ زنگیان شد منہزم از خط ماچین — لوائی فتح شاہ چین چو عکس در دریا

(۳) فروشد ذوق پشمین درین سیماب گون دجلہ — روان شد کشتی زرین بروی نیلگون دریا

(۴) بگوش ہوش من آمد نداز عال غیبی — کہ می گفتند باہم ساکنان عالم بالا

(۵) برایوان ولایت کوکبی اقبال شد طالع — زگردون سعادت آفتاب صبح شد پیدا

(۶) طلوع مطلع دویم بیا باگوش جان بشنو — نبی گفتا نہ من گفتم بقول روشن واصفا

ترجمہ اشعار: (۱) برج قلعہ مینا پر سونے کا قندیل بن گیا ہے اور شمع کافوری کی طرح چاند کی شعاعیں پیدا ہوئے۔

(۲) ماچین کے خط سے زنگیوں کا لشکر پسپا ہوا اور اس دریا میں چین کے شاہ کا جھنڈا لہرایا گیا۔

(۳) اس سیماب یعنی پارہ دجلہ کا ذوق پشمین پیدا ہوا اور زرین کشتی اس نیل گون دریا میں روانہ ہوئیں۔

(۴) عالم غیب سے میرے کانوں میں ہوش سے یہ صدا آئی جو عالم بالا کے ساکنان بھی یہ کہتے ہیں

(۵) ایوان ولایت میں یہ ستارہ اقبال کا طلوع ہوا اور سعادت سے صبح کے وقت یہ سورج نکل آیا۔

(۶) مطلع یعنی طلوع ہونے کی جگہ دوسری بار آؤ اور جان کے کانوں سے یہ سنو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے نہیں کہا صاحب روشن قول سے۔

(۷) زفرزندان سلطان بایزید آن عارف بسطام　　یکی آمد ببلخ وداشت تاریخ نکوانشا

(۸) زفرزندان شمس الدین یکی بودہ محمود نام　　نبی خوی علی جود حسن خلق وحسین آرا

(۹) کہ در ہندوستان وخانہ شیخ سلیمانی　　بدست افتاد واز این چنین تاریخ روح افزا

(۱۰) باین مضمون کہ بعد از پانج صد وسی سال از ہجرت　　بعصر سنجر ماضی کہ شاہی بود با تقوی

(۱۱) کہ در بلخ است صندوق امیر المونین حیدر　　نہان در قریہ خیران بگفتی این نشانیہا

(۱۲) ز سادات اماہلی بلخ کامل چہار صد کس بود　　بخواب خویش دیدہ بودند حیدر درین ماوا

(۷) اس عارف ربانی بایزید بسطامی کے فرزندان میں سے ایک آیا اور بلخ میں تاریخ رقم کردی

(۸) اور شمس الدین کے فرزندوں میں ایک کا نام محمد تھا اخلاق نبوی اور سخاء میں حسن اور حسین کا مالک تھا۔

(۹) ہندوستان میں شیخ سلیمان کے ہاتھ میں یہ تاریخ روح افزا پہنچ گیا۔

(۱۰) اس مضمون سے کہ پانچ سو تیس ہجری میں سلطان سنجر کے زمانہ میں جو صاحب تقوی تھا۔

(۱۱) کہ بلخ میں امیر المومنین حیدر کا جسد مبارک صندوق میں ہے اور خیران گاؤں میں ان نشانیوں

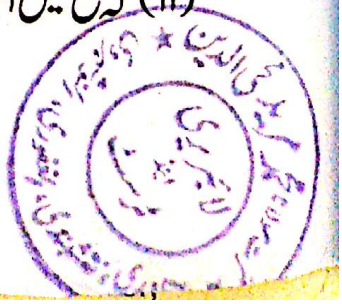

میں رکھا ہوا ہے۔

(۱۲) اور پورے بلخ کے چہاروں اطراف سے چہار سو لوگوں نے خواب دیکھا کہ حیدر رضی اللہ عنہ یہاں ہیں۔

(۱۳) چوں دیگر روز شدان چہار کس جملگی رفتند　　پیش حاکم احمد قماج آن نام بود اورا

(۱۴) چوں سادات امالی وموالی جمع گردیدن　　عیان کردند خواب خویش را آں چہار صد دانا

(۱۵) فقیہ بود امام پیشوای بلخ در مجلس　　بکرد انکار و گفتا نیست قطعا مرتضی این جا

(۱۶) کہ دریای منار مسجد آدینہ کوفہ　　شہادت یافت شاہ است قبرش اندران ماوا

(۱۷) بقول بعضی دیگر ہست در شہر عدن قبرش　　کہ آنجا مشہد عالی بنا کردند بس علیا

(۱۸) بقول سواد آمل و کرخ و نجف باشد　　ویا اندر عراق وشام یا دار مدینہ جا

(۱۳) دوسرے دن چہار سو لوگ حاکم احمد قماج کے پاس حاضر ہوئے۔

(۱۴) جب سادات تمام اطراف کے جمع ہو گئے تو ان چہار سو دانا لوگوں نے اس خواب کو ظاہر کر دیا۔

(۱۵) اور بلخ کے فقیہ اور امام اس مجلس میں حاضر تھے تو اس نے انکار کیا کہ حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ یہاں موجود نہیں ہے۔

(۱۶) منار مسجد کوفہ میں دریا کے قریب ہے اور شہادت پالیا بادشاہ نے تو وہاں اس کا قبر ہے۔

(۱۷) اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا قبر عدن میں کہ وہاں اس کا بڑا روضہ بنایا گیا ہے۔

(۱۸) اور بعض نے سواد آمل بتایا ہے اور بعض نے کرخ اور نجف کہا ہے۔ یا عراق کے اندر یا شام میں یا مدینہ میں وہ دفن ہیں۔

(۱۹) بہر تقدیر این جا نہ باشد مرقد آں شاہ　　ز روی افترا او کذب می گویند ہست این جا

(۲۰) چون کرد انکار این معنی فقیہ بلخ در مجلس　　ہمہ مردم بہر جانب روان گشتند بے پروا

(۲۱) چون شب شد دید آن منکر زاولاد نبی جمعی گرفتند وروان بردند پیش مرتضی اورا

(۲۲) علی گفتش چرا انکار قول مسطفی کردی نقش کردند رویش راسیاہ بیدار شد از جا

(۲۳) چوں او بیدار شد از خواب نالان پیش حاکم رفت سیاہ کردید رویش بود زخمین جملہ سرتا پا

(۲۴) گفت آن اعتقاد پیش باطل بود بر گشتم ہمین جا ہست قبر مرتضی ومجتبی حقا

(۱۹) ہر تقدیر یہاں نہیں ہے قبر اس شاہ کا تو یہ افترا وکذب کی وجہ سے انکار کیا۔

(۲۰) جب بلخ کے اس فقیہ نے مجلس میں تو تمام لوگ ہر طرف سے روانہ ہوئے۔ اور اس کے قول کا اعتبار نہ کیا۔

(۲۱) جب رات ہوئی تو وہ منکر کے ارد گرد اولاد نبی جمع ہوئے تھے اس کو پکڑا اور مرتضی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش کیا۔

(۲۲) تو حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے اس کو کہا کہ تم نے قول مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیا تو نقش کیا اس کا چہرہ پر تو جب بیدار ہوا تو چہرہ سیاہ تھا۔ (۲۳) جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو پیشمان ہو کر حاکم کے پاس گیا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ (۲۴) اس نے کہا کہ اس باطل اعتقاد سے میں توبہ کرتا ہوں تو اس مرتضی ومجتبی کا قبر یہی ہے اور حق یہی ہے۔

(۲۵) چوں خواب خود بحاکم گفت حالت آن چنان دیدند ہمہ رفتند بسوی مرقد از صغر واز کبرا

(۲۶) چون بکشادند آن مرقد وجود شاہ سالم بود نہ دید سر موی زاعضای علی بے جا

(۲۷) چوں قبر شاہ ظاہر شد عمارت یافت بس ایں جا روان شد لنگ وبینا گشت کور گنگ شد گویا

(۲۸) چوں اندکی فرحتی بگذشت شد چنگیز خان ظاہر بقتل آمد تمام مردم بلخ اندران غوغا

(۲۹) کسی کم ماند تا گوید کہ ہست آن مرقد حیدر زظلم ظالمان ویران شدہ چندین عمارتہا

(۳۰) زترس مشرکان ہر کسی کہ زاین اسرار واقف بود مزار خواجہ خیران نام بنہا وند بر عمدا

(۲۵) جب اس نے اپنا خواب حاکم کے سامنے کہہ دیا تو وہ حالت دیکھی گئی تمام چھوٹے اور بڑے قبر شریف کی طرف گئے۔

(۲۶) جب وہ قبر کھودا گیا تو حضرت شاہ مرتضی کا وجود صحیح سالم تھا تو حضرت علیؓ کیب اعضا بال برابر بھی جدا نہیں ہوئے تھے۔

(۲۷) جب حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا قبر ظاہر ہوا تو اس پر عمارت بنائی گئی۔ لنگڑے چل پڑے اور جو اندھے تھے وہ بینا ہو گئے اور جو گنگ تھے وہ گویا ہوئے۔

(۲۸) جب تھوڑا عرصہ گزر گیا تو چنگیز خان ظاہر ہوا تو اس نے بلخ کے لوگوں کو قتل کیا اور ایک غوغا پر پا ہوا۔

(۲۹) کوئی بھی یہ نہ کہہ سکے کہ وہ قبر شریف حیدر کرار کا ہے اور ظالموں کے ظلم سے وہ عمارت ویران ہوا

(۳۰) مشرکوں سے ڈرو جو اس اسرار سے واقف ہو تو خواجہ خیران کا نام مزار شریف رکھا گیا۔

(۳۱) ازین چوسہ صد و پنجاہ و شش سال دیگر گزشت — بامر قادر قدیم فرولی ہمتا

(۳۲) بوصف ساقی کوثر وصی سید لولاک — طلوع مطلع ثانی نمودم چوں ید بیضا

(۳۳) ببلخ آورد آں تاریخ شیخ بسطامی — بوفق آں یکی تاریخ دیگر نیز شد پیدا

(۳۴) چوں سادات اہالی سر آں تاریخ را دیدن — بہ پیش والیان ملک کردند این سخن افشا

(۳۵) بشہر بلخ آمدم بود حاکم بائقر اسلطان — بامر او بسی از سید و درویش مولا

(۳۶) بوسوی خواجہ خیران روان گشتند خیران بود — کہ ظاہر شد مزار حیدر صفدر دران ماوا

(۳۱) جب تین سو چپن سال گزر گئے تو اللہ تعالی کے حکم سے وہ ظاہر ہوا۔

(۳۲) ساقی کوثر کے وصف سے اور سید لولاک کے وصی ہونے کے دوبارہ طلوع ہوا جس طرح ید بیضا ظاہر ہوا تھا۔ یعنی حضرت موسی علیہ اسلام کا معجزہ تھا کہ جب وہ ہاتھ نکالتے وہ چمکتے۔

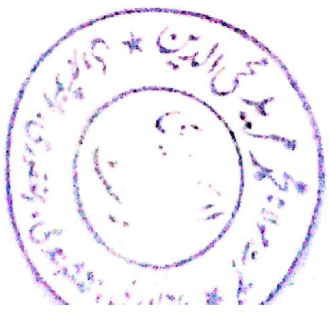

(۳۴) جب اس علاقہ کے سادات نے اس تاریخ کا راز دیکھا تو والیان ملک کو یہ بات ظاہر کردی۔

(۳۵) تو بلخ کا حاکم اس وقت سلطان بائقرا تھا تو اس کے حکم سے سادات اور درویش و مولانا تمام سننے لگے۔

(۳۶) تو خواجی ان کی طرف تمام روانہ ہوئے جب کہ ظاہر ہوا مزار حیدر کرار جس کا لقب صفدر بھی تھا

(۳۷) چوں بکشادند آن صندوق را مجموع شد ظاہر — نشانیہا کہ می جستند از ہر پیر و دانا

(۳۸) بیرون آمد زمرقد خشت سرخی داشت ہم خطی — نوشتہ بود انتہائی نیکو روشن و خوانا

(۳۹) کہ ھذا قبر اسد اللہ وصی احمد ولی اللہ — قسیم النار والجنۃ امیر الدین والدنیا

(۴۰) بسال ہشت صد ہشتاد و شش در بلخ شد پیدا — مزار حیدر صفدر امام دینی وعقبا

(۴۱) بعہد دولت سلطان حسین بائقرا زنو — مزار صفدر شاہ ولایت تازہ شد احیا

(۴۲) ہوای او عبیر آمیز گشت باد مشک افشان — شدہ آتش گلاب و خاک او از عبیر سارا

(۴۳) بطوف روضہ پاک علی ابن ابی طالب — زصدق دل کسی آید کشاید جملہ مشکلہا

(۴۴) درون خلوت او ودش بودم معتکف جامی — بگوش جان من آمد ندا از عالم بالا

(۴۵) بگوش جانبر و برہان مجود یگر گواہی نی ازین بہتر ہزاران گنگ وکور وکر کہ صحت یافتند این جا

(۴۶) دیار قبۃ الاسلام بلخ امروز در معنی — چون فردوس برین گشتہ فرحنا گشت روح افزا

(۳۷) جب اس صندوق کو کھولا گیا تمام مجمع پر ظاہر ہوا اور ہر بوڑھے اور جوان نے نشانیاں تلاش کی۔

(۳۸) ظاہر ہوا اس کے قبر کے اینٹ سرخ تھے اور خط بھی لکھا ہوا تھا کہ یہ انتہائی نیک روشن کا قبر ہے

-

(۳۹) کہ یہ قبر اللہ تعالی کے شیث کا ہے۔ جو وصی احمد ﷺ ہیں اور اللہ تعالی کا ولی ہے۔ جہنم اور جنت کو تقسیم کرنے والا ہے۔ اور دین و دنیا کا امیر ہے۔

(۴۰) ۸۸۶ھ میں بلخ میں آپ کا قبر پیدا ہوا اور یہ مزار حیدر صفدر کا ہے جو دین اور دنیا کا امام ہے۔

(۴۱) یہ سلطان حسین بائقرا کے زمانہ میں مزار مبارک صفدر شاہ ولایت تازہ اور زندہ ہوا۔

(۴۲) اس کی ہوا عنبر کی طرح خوش بودار ہے اور بادمشک کی طرح خوشبو پھیلی ہوئی ہے اور پانی گلاب کی طرح ہے اور تمام خاک عنبر کی طرح ہے۔ (۴۳) حضرت علی ابن ابی طالب کے روضہ مبارک کا چکر لگاؤ تو سچے دل سے تمام مشکلوں کا مشکل کون ہے۔

(۴۴) اے جامی میں خلوت میں معتکف تھا تو کان اور روح سے عالم بالا سے داخل ہوا۔

(۴۵) جاؤ اور دلیل تلاش نہ کرو تو دوسری گواہی اس سے بہتر نہیں ہے کہ ہزار گنگ اور اندھوں نے یہاں صحت پائے ہیں۔

(۴۶) مطلب یہ ہے کہ قبۃ الاسلام بلخ شہر میں ہے آج کل جب جنت فردوس یہاں ہے تو ہم خوش ہوئے اور ہماری روح بھی معطر ہوئی۔

ولہ (اس ناظم کے اور اشعار)

(۱) ہاتفی از غیب الہام نمود — گوئی تاریخش مقیم روضہ بود

(۲) کرد تحریر از برای این نشان — خادم روضہ سیر گدائی سلطان

(۳) گفت تاریخ این رقم خامہ — شد دو تاریخ باظہور نامہ

(۴) شد تمام این نقش جستند و مشائخ — فرد گفت ہجرت حسابش تاریخ

(۱) ہاتف نے غیب سے یہ الہام کیا کہ کہو کہ تاریخ مقیم روضہ ہے۔

(۲) کرو یہ تحریر اس نشان کے لئے خادم روضہ سیر گدائی سلطان ہے۔

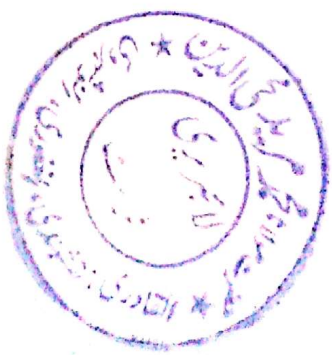

(۳)اس نے کہا کہ یہب تاریخ لکھوتو ہوادوتاریخ ظہورنامہ کے ساتھ۔

(۴)نقش تمام ہواجومشائخ نے تلاش کیاتوعقل والے نے کہاہجرت سے وہ تاریخ کا حساب کرو۔

حضرت علی امیر المومنین کرم اللہ وجھہ کے شہادت کی تاریخ اور عمر

(۱) آنکہ زوج بتول حق بودہ — ابن عم رسول حق بودہ

(۲) شاہ تخت ولایت است علیؓ — ماہ چرخ ہدایت است علی

(۳) شش سہ وچار سال کردروان — حکم امر خلافت آن سلطان

(۴) روز جمعہ بوقت صبح نمود — ماہ ماسوی اوج خلد صعود

(۵) بود ماہ صیام نوزدہم — کہ شدان بادشاہ بچرخ نہم

(۶) گرتو سال شہادتش جوئی — سر ماتم چرانمی گوئی

(۷) این سخن بس بود بصاحب عم — کہ سر ماتم است این ماتم

(۸) باز سال شہادتش کہ جلی است — بیگمان آخر دو حرف علی است

(۹) شد رقم سال نقل آن اعظم — رفت صد حیف صاحب از عالم

(۱۰) عمر آن شاہ واثق الاحوال — ہم چوعمر نبی است شصت وسہ سال

(۱۱) سال نقلش دگر بتعمیہ خوان — والی صد ولی زیب شد جہان

(۱۲) سال نقلش بغم منادی شد — کہ ز دوران علی اعلی شد

(۱۳) در نجف مرقد ہنوز اوست — آسمان وزمین معطر ز اوست

ترجمہ اشعار:(۱)وہ جو بتول زہرا سلام اللہ علیہا کا شوہر حق تھا اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھا۔

(۲)تخت ولایت کا بادشاہ علیؓ ہے اور ماہ چرخ ہدایت علی ہے۔

(۳)چھ تین اور چار سال حکمرانی کیا امر خلافت کا سلطان رہا۔

(۴) جمعہ کا دن تھا اور صبح کا وقت تھا ماوی جنت میں وہ داخل ہوا۔

(۵) رمضان کا مہینہ کا گیارہ تاریخ تھا کہ وہ بادشاہ جنت میں داخل ہوا۔

(۶) اگر تم اس کے شہادت کا سال تلاش کرتے ہو تو سر ماتم کیوں نہ کہتے۔

(۷) یہ بات صاحب عم کے لئے تھا کہ سر ماتم ہے یہ ماتم۔

(۸) پھر سال کو شمار کرو کہ یہ ظاہر ہے بے گمان آخر دو حروف علی ہے۔

(۹) وہ اعظم سال لکھا گیا کہ صد افسوس وہ اس عالم سے چلا گیا۔

(۱۰) اس کی عمر جو مضبوط الاحوال کا یہ ہے جو عمر حضور ﷺ کی ہے یعنی تریسٹھ سال۔

(۱۱) اس کا سال نقل ہے دوبارہ پڑھو صد افسوس ہے جہان زیب پر۔

(۱۲) اس کے سال کا نقل یہ ہے کہ غم سے آواز آئی کہ دوران علی اعلی ہوا۔

(۱۳) نجف میں اس کا قبر منور ہے۔ اور اسمان وزمین اس سے معطر ہے۔

جان لو کہ بلخ اصل میں بخ تھا وہ لغت میں بخ کا معنی یہ ہے کہ بخ خوب اور پاکیزہ کو کہا جاتا ہے۔ جب تیسری بار اس کی تعمیر ہوئی اس لئے کہ بلخ بن بلاخ بن سامان بن سلام بن حام بن حضرت نوح علیہ السلام اپنے نام بنایا تھا۔ اس لئے اس کو بلخ کہا جاتا ہے۔ اور ابھی تک اس کا نام بلخ ہے۔ یہ نام اس سے موسوم ہے۔ اور تاریخ والوں نے دوسری وجوہات ثابت کردئے ہیں اور بلخ کے نام سے اس لئے مشہور ہے کہ اس کو جو بنایا تھا وہ کیومرث تھا۔ اس کے بعد منوچھر بن فریدون نے بنایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جس نے پہلے بنایا تھا وہ کشتاسب تھا۔ مروآیا دس سال میں قلعہ بلخ کو تعمیر کیا۔ اور تاریخ بلخ میں لکھا ہے کہ بائیس سال کے بعد ولایت بلخ ویران ہوا۔ اور پھر اس کی تعمیر ہوئی۔ اور یہ قلعہ خواص و عوام پر ظاہر ہے کہ خاقان بن الخاقان حضرت عبدالمومن خان بن خاقان اعظم حضرت خان نے بھی تعمیر کیا تھا کہ اس کو نصر بن سیار نے کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ قلعہ ہندوان جو شہر سے باہر ہے بنایا تھا اور اس وقت

نہر مشتاق شہر کے اندر تھا اور بتاریخ سنہ سات سو پانچ ہجری کے امیر حسین گرگانی نے بھی اس کی تعمیر کی اور اب جو قلعہ تعمیر فی الحال موجود ہے۔ اس بنا سے یا تھا۔ زمانہ کے خاقان عبدالمومن بہادر خان تھا مدظلہ اور وہ چھ دروازوں پر مشتمل ہیں۔ یہ پاک شہر خراسان کے مشہور شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور چوتھے اقلیم سے ہے۔ اور بلخ چار اوصاف سے موصوف ہے۔ ایک ام البلاد اور دوسرا قبۃ الاسلام اور تیسرا جنۃ الارض اور چوتھا خیر التراب ہیں۔ ام البلاد اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ تمام شہر دنیا کے اس سے آگے نہیں ہے۔ انتھی۔ اور یہ شہر قبۃ الاسلام بلخ ہے کہ وہ تخت حمایت رافت اور عاطفت شہر یار والا شان منبع الجود والکرم ، باسط الا من والامان حامی بلاد اھل ایمان المستنصر من نصیر الملک المستعان اعنی خا قان ابن الخاقان امیر المو منین و امام المسلمین الا میر المنیر امیر حِبیب اللہ خان بھادر سلطان خلد اللہ تعالی ملکہ و سسلطنۃ مدام حشمۃ واقبالہ واجلا لہ والا حسب مشکلکشا خا فقین کا متثال حکم او باشد جھا نرا فر ض عین . باد جا ھش بی قیاس وباد فیضش بیکران لا زوال باد عمر بش جاودان آمین یا رب العا لمین بحر مۃ طۃ و یس سید نا محمد ﷺ و آلہ و اصحا بہ اجمعین .

تمام ہوئی کتاب ترجمہ بروز دوشنبہ چھ تاریخ ماہ رمضان مبارک ۱۳۱۹ھ اختتام ترجمہ شب جمعرات سوا گیارہ بجے بتاریخ ۲۷۔۱۰۔۲۰۲۱